قرآنی علم و فہم کا درجہ حکمت

(تیسری قسط)

مولانا محمد تقی امینی

"احسنِ تقویم" میں نورِ فطرت کی وجہ سے شرحِ صدر ہوا۔ سعادت کی طرف رجحان ہوا، انسان امورِ سعادت کے لائق بنا اور یہ ان کو قبول کرنے پر آمادہ ہوا۔ قرآنِ حکیم میں ہے۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ	(کیا وہ جن کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے
فَہُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ ۭ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَۃِ	کھول دیا ہے۔ پس وہ اپنے رب کی طرف
قُلُوْبُہُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ۭ اُولٰۤئِکَ	سے نور پر ہیں (اور جن کے دل سخت ہو چکے
فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝	ہیں، یکساں ہوں گے)

شرحِ صدر یہ ہے:۔

بسطة بنور الٰهی وسكينة من	نورِ الٰہی کے ذریعے دل کی کشادگی اور
جهة الله ورحمة منه	اللہ کی طرف سے رحمت و سکینت

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

ان الله تبارك وتعالٰى خلق	اللہ نے مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا پھر
خلقه فی ظلمة فالقٰى عليهم من	اس پر اپنا نور ڈالا، جس شخص نے اس
نوره فمن اصابه من ذالك النور	نور کے ذریعہ اپنے کو درست کیا اس نے
اهتدٰى ومن اخطأه ضلّ	ہدایت پائی اور جس نے درست نہیں کیا وہ
	گمراہ ہوا

انبیاء علیہم السلام کا نورِ فطرت سب سے زیادہ قوی، سب سے زیادہ روشن، سب سے زیادہ رہنمائی دینے والا اور سب سے زیادہ امورِ سعادت پر آمادہ کرنیوالا

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

ہے۔ اس لحاظ سے وہ "آفتاب آمد دلیلِ آفتاب" کے مصداق ہے اور دوسرے انسانوں کے لئے عملی شہادت کا درجہ رکھتا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا:۔

یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ	اے میری قوم کے لوگو! غور کرو، اگر میں
مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰنِیْ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِہٖ	اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں
فَعُمِّیَتْ عَلَیْکُمْ اَنُلْزِمُکُمُوْھَا	اور اس نے اپنی رحمت خاصہ سے بھی نوازا
وَاَنْتُمْ لَھَا کٰرِھُوْنَ ۝	لیکن تمہیں نہیں دکھائی دے رہی ہے تو

کیا ہم تمہیں اس کے لئے مجبور کریں۔ حالانکہ تم اس سے بیزار ہو۔

حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا:۔

یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ	اے میری قوم کے لوگو! دیکھو تو سہی اگر
مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰنِیْ مِنْہُ رَحْمَۃً	میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل
فَمَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰہِ اِنْ	پر ہوں اور اس نے اپنی رحمت خاصہ سے
عَصَیْتُہٗ قف فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ	بھی نوازا تو اگر میں اس کی نافرمانی کروں
غَیْرَ تَخْسِیْرٍ ۝	تو اس کے مقابلے میں کون میری مدد کریگا
	تم میرے خسارہ ہی میں اضافہ کرنا چاہتے ہو

(سورۂ ھود آیت ۶۳)

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا:۔

اَرَءَیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ	اے میری قوم کے لوگو! سوچو تو سہی اگر میں
مِّنْ رَّبِّیْ وَرَزَقَنِیْ مِنْہُ رِزْقًا	اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں
حَسَنًا ط وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَکُمْ	اور اس نے رزق حسن (رحمت خاصہ)
اِلٰی مَآ اَنْھٰکُمْ عَنْہُ ط اِنْ اُرِیْدُ	عطا فرمایا تو اس کے سوا تمہیں اور کس چیز
اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ط	کی دعوت دوں) اور میں یہ نہیں چاہتا کہ
	جس سے تمہیں روکتا ہوں اس کو میں خود
	اختیار کروں۔ میں تو صرف اصلاح چاہتا ہوں

(سورۂ ھود آیت ۸۸)

ان آیتوں میں دعوت کی بنیاد بیّنہ (نورِ فطرت) اور رحمت (نورِ وحی) دونوں پر رکھی گئی ہے جس سے اس راہ میں خاص طور سے نورِ فطرت کی اہمیت و رہنمائی واضح ہوئی،

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

اور نورِ وحی کے ساتھ اس کی مطابقت کا ثبوت ملتا ہے، چنانچہ مفسّرین نے "بیّنہ" سے شعورِ یقین، الٰہی فیضان و بصیرت وغیرہ اور رحمت و رزقِ حسن سے نبوّت و حکمت مراد لیا ہے۔ نورِ وحی کی تعبیر رزقِ حسن کے ساتھ کرنے میں یہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح بقائے حیات کے لئے مادّی رزق ضروری ہے اسی طرح بقائے انسانیت کے لئے معنوی رزق (نورِ وحی) ضروری ہے۔ نورِ فطرت ہی کی رہنمائی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عنفوانِ شباب میں اپنے باپ اور اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا:

مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ (سورۂ انبیاء آیت ۵۲)	یہ مورتیاں کیا ہیں جن کی پوجا پر تم جم کر بیٹھ گئے ہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے نبوّت سے پہلی زندگی بطور سند پیش کی:

لَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ	میں اس سے پہلے تم میں عمر کا بڑا حصّہ گزار چکا ہوں۔ کیا اس کو تم نہیں سمجھتے ہو

(سورۂ یونس، آیت ۱۶)

اسی طرح قبل از نبوّت تمام نبیوں کی زندگیاں نورِ فطرت کی رہنمائی پر شاہدِ عادل ہیں کہ وہ شرک و بت پرستی، مادّی کثافتوں و ہمہ قسم کی آلودگیوں سے صاف ستھری رہیں اور ان صفات و خصائص سے آراستہ رہیں جن کا نزول فطرت کی جانب سے ہوتا تھا۔ وحی کے نزول کا سلسلہ تو بعد میں شروع ہوتا رہا۔

"احسن تقویم" میں نورِ فطرت کی وجہ سے نوری امتزاج عمل میں آیا جس نے انسان کو غیر معمولی صلاحیتوں و سرفرازیوں سے نوازا اور نیابت (اللہ کی) و قیادت (کائنات کی)، کا مستحق ٹھہرایا۔ جس کی صورت یہ ہوئی کہ نورِ فطری اور ذوقِ طبعی (جو اسکے اجزائے ترکیبی کے خواص سے تیار ہوا تھا) ایک دوسرے کے متضاد ہیں اور انفرادی حیثیت سے دونوں میں کوئی اس قابل نہیں کہ انسان کو مطلوب مقام و منصب کے لائق بنا سکے۔

چنانچہ ذوقِ طبعی کے خواص کو ملحوظ رکھ کر فرشتوں نے کہا تھا:

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا	کیا آپ اس کو خلیفہ بنائیں گے جو زمین

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

یَسْفِکُ الدِّمَاءَ   میں فساد و خون ریزی کرے گا۔

نورِ فطری کے خواص اگرچہ فرشتوں میں موجود تھے لیکن وہ آدم کے ساتھ مقابلہ کے امتحان میں ناکام ہوئے اور ان الفاظ میں اپنے عجز کا اظہار کیا

سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا   آپ کی ذات پاک ہے۔ ہمیں تو کچھ علم نہیں مگر وہی جو آپ نے دیا۔
(البقرۃ - ۲۲)

لیکن نورِ فطری کے خواص کا امتزاج جب ذوقِ طبعی کے خواص سے ہوا تو ایک ایسی "توانائی" وجود میں آئی جس نے انسان کو وہ کچھ دیا جس کو دینے کے لئے اسے پیدا کیا گیا تھا۔

غالباً اسی توانائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے واقعہ خلافت میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ جواب دیا تھا:

اِنِّیٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ ۳۰)   میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔

نوری امتزاج کا عمل نہایت نازک و باریک اور صناعی کا بہترین شاہکار ہے جس کا تحلیل و تجزیہ انسان کے بس سے باہر ہے صرف مظاہر کو دیکھ کر اس کا پتہ لگایا جا سکتا ہے اور اوصاف و خصائص کے ذریعہ اس کے اثرات کی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نورِ فطرت کی کرنیں اپنے وظیفہ کے لحاظ سے مختلف گروپ میں تقسیم ہیں اور ہر ذوقِ طبعی کی لہریں اپنی کارکردگی کے لحاظ سے بھی مختلف گروپ میں تقسیم ہیں۔ کرنوں کے جس گروپ کو لہروں کے جس گروپ کے ساتھ خاص وظیفہ کی ادائیگی میں مناسبت ہوتی ہے بس اس کا اس کے ساتھ امتزاج کر دیا جاتا ہے اور پھر اسی کے لحاظ سے انسان کی خصوصیتوں اور صلاحیتوں میں تفاوت ہوتا ہے۔

گفتگو نوری امتزاج کے قدرتی عمل کی ہے کہ اس کے ذریعے کرنوں کو نامیاتی لہروں میں مستحکم کر کے ان لہروں کو متعلقہ خاص کام کی ادائیگی کے قابل بنایا جاتا ہے۔ (کہ اس کام کو تنہا یہ کرنیں انجام دے سکتی ہیں اور نہ یہ لہریں) ورنہ جہاں تک نورِ فطرت سے فیضیاب ہونے کا تعلق ہے سبھی لہریں حسبِ حیثیت ان سے مستفیض ہو کر ہی حسن تقویم میں ڈھالی جاتی ہیں جس طرح سورج کی شعاعوں سے سبھی مادی اشیاء

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

مستفیض ہوتی ہیں، لیکن جن نامیاتی مادوں سے متعلق خاص کام ہوتا ہے وہ ان کرنوں کو اپنے اندر جذب کر کے ان سے روشنی، قوت اور غذائیت حاصل کرتے ہیں اور پھر وہ مادے مفوضہ کام کے انجام دینے کے قابل بنتے ہیں۔

مادی اشیاء میں اس قسم کے نوری امتزاج کے قدرتی عمل سے کسی کو بھی انکار نہیں ہے۔ کرۂ ارض کی ساری چہل پہل اس کی مرہونِ منت ہے۔ خوردنی اشیاء کی ہر بنیادی کڑی اسی پر منحصر ہے اور زندگی کے تحفظ و بقا کے لئے اس کے کلیدی رول پر سبھی کا اتفاق ہے۔ جب مادی اشیاء میں نوری امتزاج کا یہ کردار مسلّم ہے تو انسان کے اوصاف و کمالات میں اس کے تسلیم کرنے میں کیا دشواری ہے! انسان جو ایک طرف تکوینِ کائنات کا نقطۂ آغاز اور تخلیقِ کائنات کا کُل سرسبد ہے اور دوسری طرف حریمِ قدس کا رازدان نوامیسِ فطرت کا نکتہ داں ہے۔ وہ کیونکر اللہ کے نور (نورِ فطرت اسی کا پرتو ہے) سے محروم قرار دیا جا سکتا ہے؟ اور نور کے بغیر فرائض کی انجام دہی کا مطالبہ اس سے کیسے درست ہو سکتا ہے کہ جن کے لئے نوری صفات و کائناتی خصوصیات دونوں کی نمائندگی درکار ہے۔

© rasailojaraid.com

چنانچہ نوری امتزاج کے بعد ہی وہ عہد لیا گیا جو رہتی دنیا تک انسان میں نوری صفات کی نمائندگی کی ضمانت پیش کرتا ہے اور اس کے بعد ہی وہ مظاہرہ کرایا گیا جو کائنات تک انسان میں کائناتی خصوصیات کی ضمانت دیتا ہے۔

نوری صفات کی نمائندگی کا ذکر اس آیت میں ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ	اور جب آپ کے رب نے اولادِ آدم
مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ	کی پشت سے ان کی اولاد نکالی اور ان
عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ	سے انہیں کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں
قَالُوْا بَلٰي ۚ	تمہارا رب نہیں ہوں! سب نے کہا
	بے شک آپ رب ہیں۔

مفسرین نے اس عہدِ فطرت کو عالمِ ارواح یا عالمِ مثال کا واقعہ تسلیم کیا ہے۔ لیکن اس کو خلافتِ آدم کے واقعہ کی ایک کڑی تسلیم کر لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

کائناتی خصوصیات کی طرف اشارہ اس آیت میں ہے:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۗءَ كُلَّهَا ثُمَّ	اور اللہ نے آدم کو کل اسماء سکھائے

© rasailojaraid.com

عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝	پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ ان کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔

(سورۃ بقرۃ ۳۱)

قرینہ سے الاسماء کا الف لام عہد کا معلوم ہوتا ہے۔ مراد کچھ خاص اسماء ہیں جن کا کل مراد ہے۔ الاسماء کی یہ تفسیر کی گئی ہے:۔

الهمه معرفة ذوات الاشياء وخواصها واسماءها واصول العلوم وقوانين الصناعات وكيفية آلاتها	اللہ نے آدم کو اشیاء کی ذات، خواص، اور نام نیز علم کے اصول صنعتوں کے قوانین اور آلات کی کیفیت الہام کی
علمه صفات الاشياء ونعوتها وخواصها	اللہ نے آدمؑ کو اشیاء کی صفات اور ان کے خواص سکھائے۔

علم سے بھی اجمالی علم مراد لیا گیا ہے جس سے خصوصیت وصلاحیت کی طرف اشارہ ہے۔

علما اجماليا وليس المراد العلم التفصيلي	اجمالی علم مراد ہے نہ کہ تفصیلی

نوری امتزاج کے عمل کی جگہ غالباً تحت الشعور ہے جو شعور سے کہیں زیادہ بڑا اور انسان کے جذبات وخواہشات کا سرچشمہ تسلیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ آدم وحوا نے جب تحت الشعوری جذبہ وخواہش کے تحت حکم عدولی کی اور اس درخت کے قریب گئے، جس کے قریب جانے سے انہیں روکا گیا تھا تو اس فعل کو وہ شعور نہ برداشت کر سکا جو نوری امتزاج کے باعث ابھرا تھا اور دونوں کو یہ کہنے پر آمادہ کر دیا:

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (سورہ اعراف ۲۳)	اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ اگر آپ ہماری مغفرت نہ کریں گے اور ہمارے اوپر رحم نہ کریں گے تو ہمارے لئے خسارہ ہی خسارہ ہے

ظاہر ہے کہ اس ابتدائی زندگی میں نوری امتزاج کے علاوہ شعور کے ابھرنے کا کوئی اور ذریعہ و تجربہ نہ تھا۔

(جاری ہے)

© rasailojaraid.com